

مولانا مدار اللہ مدار — مردان

ایک تنقیدی جائزہ

آخری قسط

منکر حدیث ہے۔ یا منکر قرآن

وَالطَّيْرِ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَّهِ آدَابٌ ط (ص ۱۹) [(۶۲) اور قبیلہ طیر کے خانہ بدوش منتشر افراد سب اس کے ہاں جمع کر دئے گئے تھے جن میں اس کے لشکر کا سالہ مرتب ہوتا تھا۔ اور وہ سب کے زیر فرمان تھے۔ (مفہوم القرآن ص ۱۰۵۵) آیت کا اصل ترجمہ یہ ہے : ” اور پرندے جمع ہو کر سب اس (حضرت داؤدؑ) کے زیر فرمان رہتے۔“

مطلب یہ کہ صبح و شام جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح پڑھتے تو پرندے آپ کی آواز سن کر آپ کے ساتھ خدا کی پاکی بیان کرنے لگ جاتے۔ اڑتے ہوئے پرندے پاس سے گذرتے اور آپ تسبیح پڑھتے ہوئے تو آپ کے ساتھ ہی وہ بھی تسبیح میں مشغول ہو جاتے اور پرواز ترک کر کے رک جاتے۔ لیکن کچھ فہم پروریزہ کہتا ہے کہ طیر سے قبیلہ طیر کے خانہ بدوش اور منتشر افراد مراد ہیں جو حضرت داؤد کے ہاں جمع کر دئے گئے تھے۔ سارے قرآن کو اٹھا کر دیکھئے تو کہیں ایک جگہ میں بھی ”طیر“ کا لفظ قبیلہ کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے اور ہر جگہ پرندوں ہی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ مثال کے طور پر سورہ ملک کی یہ آیت ملاحظہ ہو۔
اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ نَزَّاهُمْ صَفَاتٍ وَيَقْبِضْنَ ط مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ط
یعنی کیا یہ اپنے اوپر پر کھوے ہوئے اور کبھی سمیٹے ہوئے اڑنے والے پرندوں کو نہیں دیکھتے انہیں خدا کے رحم ہی (ہو میں) بھراے ہوئے ہے۔“

مسلمانوں کا ایمان ہے کہ سب پرندوں کو آسمان و زمین کے درمیان ہوا اور فضا میں اللہ تعالیٰ ہی نے مسخر کیا ہے۔ اور ان کا بھانسنے والا بجز باری تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ یقیناً اس میں ایمانداروں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔ لیکن پرویز کہتا ہے کہ ”طیر“ ایک خانہ بدوش قبیلہ کا نام ہے۔ تو کیا ہمارے اوپر ہوا اور فضا میں قبیلہ طیر کے خانہ بدوش افراد اڑتے پھرتے ہیں جو اپنے پروں کو کبھی کھولتے اور کبھی سمیٹتے ہوئے مصروف پرواز ہیں۔ دراصل پرویز نہ صرف منکر قرآن ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی کا منکر ہے۔ اور کائنات اور ہوا اور فضا میں اس کے تصرفات کا قائل نہیں شیطان سے مراد پیر اور مذہبی پیشوا ہیں [(۶۳) وَلَا يَصِدُّكُمْ الشَّيْطَانُ ط إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ط

(الزحرف ۶۷) دیکھنا کہیں تمہاری پیرہنیوں کے غلط جذبات اور مذہبی پیشوا تمہیں اس راستے سے نہ روک دیں۔

یہ تمہارے سب سے بڑے اور کھلے ہونے دشمن ہیں (مفہوم القرآن ص ۱۵۲)

آیت کا اصلی ترجمہ یہ ہے : ”اور شیطان تمہیں (راہِ حق سے) روک نہ دے یقیناً وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔“

لیکن پرویز کے نزدیک یہاں شیطان سے پیر اور مذہبی پیشوا مراد ہیں۔ ہم پرویز سے پوچھتے ہیں کہ اگر اس سے خیالِ باطل میں پیر اور مذہبی پیشوا ہی از روئے قرآن شیطان کا مصداق ہیں تو پھر کیا یہ مذہبی پیشوا اور پیر ہی تھے جنہوں نے روزِ اول میں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا جبکہ یہ اس وقت موجود بھی نہ تھے۔ دراصل پرویز ایک بیباک اور مادر پدر آزاد ملحد ہے جس نے معاذ اللہ قرآن کو بازیچہٴ اطفال بنا رکھا ہے۔ اور کسی خوف و خطر کے بغیر قرآنی آیات کے مضامین اور معانی میں اپنی معقولات اور خرافات شامل کرنے کی بہت بڑی جسارت کر رہا ہے۔

قرآن تشبیہات اور استعارات کی زبان ہے۔ | (۴۴) فَإِنَّمَا يَسْتَرْزِقُكَ بِمَا كَسَبَتْ يَدُكَ كَرُونَ

(الدخان ۵۸) ہم نے ایسے اہم اور بسیط کوائف کو تشبیہات و استعارات کی ایسی زبان میں بیان کر دیا ہے۔

جسے لوگ سمجھ سکیں اور یاد رکھیں (مفہوم القرآن ص ۱۱۶۳)

آیت کا اصل ترجمہ یہ ہے : ”ہم نے اس قرآن کو تیری زبان میں آسان کر دیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔“

اس آیت کا مطلب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول اکرم سے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر! ہم نے اپنے نازل کردہ اس قرآن کو بہت سہل اور بالکل آسان بہت واضح مدلل اور روشن کر کے آپ پر نازل فرمایا ہے جو بہت فصیح و بلیغ، بڑا شیریں اور نچتر ہے۔ تاکہ لوگ باسانی اس کے مضامین سمجھ لیں۔ اور اسکی تعلیمات و ہدایات پر بخوشی عمل کریں۔

لیکن پرویز قرآن کی اس حقیقت اور محکمیت کو جھٹلا رہا ہے۔ اور اس کو اول سے لیکر آخر تک تشبیہات و استعارات اور مجازات کا مرقع قرار دے رہا ہے۔ اس کے نزدیک قرآن میں حقائق اور محکمات کہیں بھی نہیں ہیں۔ بس مجاز ہی مجاز ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم کا اعلان ہے : اُنْكَرْتُ آيَةً ثُمَّ دُفِقْتُ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ۔ یعنی اسکی آیات محکم ہیں اور پھر حکیم و خبر خدا کی طرف سے ان کی تفصیل اور توضیح بھی بیان کی گئی ہے۔ لیکن پرویز قرآن حکیم کو جو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے تشبیہات و استعارات کی کتاب قرار دے رہا ہے۔ اور بڑی بیباکی کے ساتھ اس کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ جو جملہ اہل اسلام کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔

وَأَسْتَمِعُ يَوْمَ يُنَادِي الْمُنَادُ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ (ق ۴۱) کے معنی | (۴۵) اس کے بعد ان مخالفین

سے ٹکراؤ ہوگا جس دن جنگ کے لئے آواز دینے والا بہت قریب سے آواز دے گا۔ یعنی یہ لوگ حملہ کرنے کے

نئے مدینے کے قریب پہنچیں گے (مفہوم القرآن ص ۱۲۱۷)

آیت کا اصل ترجمہ یہ ہے: ”اور سن رکھ کہ جس دن ایک پکارنے والا قریب ہی جگہ سے پکارے گا۔“
آیت قیامت کے دن اور صورِ اسرائیل سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن پرویز اس کی یہ لغو اور بیہودہ تاویل کرتا ہے کہ لوگ
الہ کرنے کے لئے مدینے کے قریب آ پہنچیں گے۔ اور صورِ اسرائیل سے جنگ کے لئے پکارنے والے کی آواز
اڑ لیتا ہے۔ مگر یہ من گھڑت تاویل احمقانہ بھی ہے۔ اور مضحکہ خیز بھی۔

يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ (ن ۴۲) کے معنی | (۷۹) اس دن جنگ
یے لئے پکارنے والے بگل کی آواز میں حقیقت بن کر سامنے آجائے گی اس وقت ہر ایک باہر نکل کر میدان میں
جانا ہوگا۔ (مفہوم القرآن ص ۱۲۱۷)

آیت کا اصل ترجمہ یہ ہے: ”جس روز اس تند و تیز چیخ کو یقین کے ساتھ سن لیں گے یہ دن ہوگا نکلنے کا۔“
اس سے مراد قیامت کا دن ہے اور تیز و تند آواز سے صورِ اسرائیل مراد ہے۔ یہ قبروں سے نکل کر کھڑے ہونے
پر بارگاہ رب العزت میں حساب کتاب کے لئے پیش ہونے کا دن ہے۔ لیکن پرویز اپنی کج فہمی اور کج روی کی
اپر کھتا ہے کہ اس سے بگل کے بجائے جانے کی آواز مراد ہے جس کے ذریعے لوگوں کو میدان جنگ کی طرف بلایا جائیگا۔
پرویز کے نزدیک یہی یوم الخروج ہے جس میں لوگ جنگ کیلئے گھروں سے نکلیں گے۔ دراصل اس کو قیامت کے دن
اور صورِ اسرائیل سے انکار ہے۔ اس لئے وہ متذکرہ آیتوں میں بیہودہ اور مضحکہ خیز تاویلات کر رہا ہے۔

جنات سے مراد خانہ بدوش قبائل ہیں | (۷۷) وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات)
اور اس حقیقت کو یاد رکھو کہ انسان خواہ وہ مہذب شہری ہوں یا صحرا کے خانہ بدوش غیر مہذب قبائل انکی تخلیق
لی غرض و غایت اس صورت میں پوری ہو سکے گی کہ یہ قوانین خداوندی کی اطاعت کے لئے اپنی صلاحیتوں کی نشوونما
کریں۔ (مفہوم القرآن ص ۱۲۲۷)

جنات کا وجود قرآن و حدیث کے واضح نصوص و ارشادات سے ثابت ہے اور سابقہ سماوی کتب بھی
اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہیں۔ لیکن پرویز بڑی ڈھٹائی سے کہتا ہے کہ جنات سے خانہ بدوش غیر مہذب قبائل مراد
ہیں۔ اور یہ قرآن حکیم کی صریح نصوص سے صاف انکار ہے جس کا وہ مرتکب ہے۔

سورہ نمل کے معنوں میں البیانہ تحریفات | (۷۸) اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۚ اَلَمْ
يَعْلَمْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۚ وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيلَ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ فَمَجَعَلَهُمْ
عَصْفٍ مَّأْكُولٍ ط۔ تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا کہ خدا نے ان کی خفیہ تدبیر کو کس طرح ناکام بنا کر رکھ دیا
تھا۔ انہوں نے پہاڑ کی دوسری طرف غیر مانوس خفیہ راستہ اختیار کیا تھا تاکہ وہ تم پر اچانک حملہ کر دیں لیکن چلیں اور

گدھوں کے جھنڈ جو عام طور پر شکر کے ساتھ اڑتے چلے جاتے ہیں کیونکہ انہیں فطری طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انہیں بہت سی لاشیں کھانے کو ملیں گی۔ ان کے سر پر منڈلاتے ہوئے آگئے۔ اور اس طرح تم نے دور سے بھانپ لیا کہ پہاڑ کے پیچھے کوئی شکر آ رہا ہے۔ یوں ان کی خفیہ تدبیر طشت از بام ہو گئی۔ چنانچہ تم نے پہاڑ پر چڑھ کر ان پر سخت پتھر اڑا دیا اور شکر کو کھانے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔ (مفہیم القرآن ص ۱۲۸۴)

سورہ فیل کا اصل ترجمہ یہ ہے: ”کیا آپ نے نہ دیکھا کہ آپ کے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا کیا ہم نے ان کے مکہ کو بالکل بیکار نہیں کر دیا اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیج دیے۔ جو انہیں مٹی اور پتھر کی ٹنگریاں مار رہے تھے پس اللہ تعالیٰ نے انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔“

اصحاب فیل یعنی ہاتھیوں والوں کا واقعہ سال عیسوی ۶۱۰ء یا ۶۱۱ء میں ظہور پذیر ہوا تھا اور ولادت باسعادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ابھی چند ہفتوں کا زمانہ باقی تھا کہ سلطنت حبشہ کی طرف سے علاقہ یمن کے گورنر ابرہہ الاشرم نے حجاز بلکہ خود خانہ کعبہ پر چڑھائی کر دی۔ حاکم یمن یوں بھی وقت کی ایک زبردست سلطنت کا نمائندہ تھا پھر اس نے مسیحیوں کے لئے جو عظیم الشان عبادت گاہ بنوائی تھی اسکی شدید توہین بھی کسی بے ادب عرب نے کر دی تھی۔ چنانچہ ابرہہ کو اس پر سخت غصہ آیا۔ اور اس نے خانہ کعبہ پر پوری قوت کے ساتھ فوج کشی کی۔ اسکی فوج میں جنگی ہاتھی بھی تھے جو عرب میں بالکل ایک نئی چیز تھے۔ جیسے آج کل کی جنگ میں ٹینک، بمبار طیارے اور دیگر آتشیں آلات جنگ وغیرہ یہ فوج کشی ایک عظیم الشان تاریخی واقعہ ہے جو دوست دشمن سب کو ستم ہے۔ عربوں نے اسکی اہمیت اتنی محسوس کی کہ اس سال کا نام ہی عام الفیل یعنی ہاتھیوں کا سن رکھ دیا اور اسی واقعہ سے اپنے سن کی ابتداء کی اور اسی سن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی۔ تاریخ مکہ ازرقی کے الفاظ یہ ہیں: ”کانوا یسور خون فی کتبہم دد یونہم من سنہ الفیل و فیہا ولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم تزل قریش والعرب بمکة جمیعاً تورخ بعام الفیل۔ (تاریخ مکة ازرقی جلد اول ص ۹۶)

ابرہہ نے خانہ کے ہدم و تخریب کا جو پرگرام بنایا تھا وہ سارا الٹ گیا۔ بنایا کھیل بگڑ گیا اور بجائے خانہ کعبہ کے برباد کرنے کے خود ہی اپنے شکر کے ساتھ برباد ہو گیا۔ ہوا یہ کہ ایک بیک سمندر (بحاجر) کی طرف سے پرندوں کا ٹنڈی دل نظر آیا جن کے پنجوں اور چونچوں میں ٹنگریاں تھیں۔ جن سپاہیوں پر یہ ٹنگریاں پڑیں وہی ڈھیر ہو جاتے۔ ابرہہ نے بچکر بھاگ نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن عذاب الہی سے نہ بچ سکا اور دنیا سے فانی سے خواہ ذلیل ہو کر رخصت ہو گیا۔

اس واقعہ کی تاریخی اور قرآنی اہمیت کو دیکھئے اور اندازہ لگائیے کہ محمد اعظم پروردگار قرآنی آیات کے حقائق و معانی کو کس برأت اور بیباکی کے ساتھ رو کر رہا ہے اور مذکورہ آیات کو اپنے ایجاد کردہ معانی بلکہ ہزلیات و خرافات کا جامہ پہنا رہا ہے۔ اور بڑی دیدہ دلیری سے روز روشن میں قرآنی آیات کے صحیح اور صریح معانی و مفہومات پر ڈاکہ ڈال

رہا ہے۔ رہہ کہتا ہے کہ ہاتھی والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے پرندوں کے ذریعہ ہلاک نہیں کیا۔ بلکہ خود اہل مکہ نے پہاڑ پر چڑھ کر ان پر سخت پتھر اڑا دیا۔ اب اس منکرِ قرآن اور عربی لغت سے ناواقف کو کون بتلائے کہ قرآن میں سخت پتھر کے نہیں بلکہ ”حَجَارَةٌ مِّنْ سَجِيلٍ“ کے الفاظ آئے ہیں یعنی وہ پتھر ”سَجِيل“ سے بنے تھے۔ امام راعب اصفہانی اپنی مفردات میں ”سَجِيل“ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

”حجر دطین مختلط واصلہ فی ما قبلہ فارسی معرب ہے۔“ یعنی سَجِيل پتھر اور مٹی سے بنی ہوئی لنگری کو کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اصل میں یہ لفظ فارسی معرب ہے یعنی سنگِ گل کو سَجِيل کہتے ہیں۔ سنگِ گل فارسی سے عربی میں سَجِيل بن گیا۔

اور امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں: قال ابن عباس سَجِيل معناه سنگ دکل یعنی بعضہ حجرو بعضہ طین۔ (کبیر) حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ سَجِيل کا معنی سنگ دکل ہے یعنی اس کا کچھ حصہ پتھر کا اور کچھ گارے کا تھا۔

اور امام نسفیؒ لکھتے ہیں: هو معرب من سنگ دکل وعلیہ الجمهور۔ (مدارک) سَجِيل فارسی لفظ سنگ دکل کا معرب ہے اور یہی جمہور علمائے اسلام کا مسلک ہے۔

لیکن پرویز تمام امتِ مسلمہ کے برعکس کہتا ہے کہ ”حَجَارَةٌ مِّنْ سَجِيلٍ“ سے بڑے بڑے سخت پتھر مراد ہیں جو اہل مکہ نے پہاڑ پر سے ہاتھیوں والوں پر گرائے۔ اگر یہ بڑے پتھر تھے تو پھر قرآن نے لفظ ”حَجَارَةٌ“ پر کیوں اکتفا نہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ”سَجِيل“ کی قید کیوں لگائی۔

اس کے علاوہ پرویز نے اپنی عادت کے مطابق یہاں لفظ طیر سے قبیلہ طیر مراد نہیں لیا۔ اور یہ اس لئے کہ اس نے قرآن کے مختلف مقامات میں ایک ہی لفظ اور لغت کی تعبیر کے لئے اپنے خود ساختہ الگ الگ پیمانے مقرر کر رکھے ہیں جو علمدین کا عام طریقہ ہے۔ بہر حال مذکورہ آیتوں میں صرف لفظ ”سَجِيل“ کے معنی نہیں بدل دئے ہیں بلکہ ان میں جابجا اور بھی تلبیسات و تحریفات کی ہیں۔ مثلاً ”تَرْمِيهِمْ“ کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ ”اے اہل مکہ تم نے ان پر سخت پتھر اڑا دیا۔“ بیچارے کو اتنا پتہ نہیں کہ یہاں ”تَرْمِي“ کا صیغہ واحد غائب کے لئے استعمال ہوا ہے۔ دراصل لفظ ”طَائِر“ کی جمع ہے اور جمع باعتبار ”جَمَاعَةٍ“ واحد مؤنث ہے اس لئے ”تَرْجِي“ کا لفظ لایا گیا جو واحد مؤنث غائب کیلئے آتا ہے۔ اور یہ صیغہ واحد مؤنث مخاطب کے لئے بھی آتا ہے۔ لیکن یہاں اس کا موقع نہیں۔

کیونکہ اس میں خطاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ اور اگر اس سے اہل مکہ مراد ہوتے۔ پھر یہاں ”تَرْمُون“ کا لفظ استعمال ہونا چاہئے تھا۔ اس صورت میں ترکیب یہ ہوتی۔ تَرْمُونَهُمْ۔

بہر حال اس محد نے اپنی ہٹ دھرمی اور بے حیائی سے قرآنی آیات کے معانی و مطالب میں بے شمار ابلیسانہ

تحریفات اور تلبسیات کی ہیں جن میں سے ہم نے اپنے مقالے میں صرف ”مشت نمونہ از خردارے“ کے طور پر اس بعض تلبسیات کو بے نقاب کیا ہے۔ ورنہ اسکی ساری کتابیں تلبسیات و تحریفات ہی سے بھری پڑی ہیں۔

خدا، قرآن، اسلام اور رسالت کی توہین کا ارتکاب | ہم نے اپنے مقالے میں جا بجا پروینہ کی ان عبارتوں کی نشاندہی کی ہے جن میں اس نے خدا، قرآن، اسلامی نظام، انبیاء علیہم السلام اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین اور وریدہ دہنی کا ارتکاب کیا ہے۔ قرآن کی توہین تو یہ ہے کہ اس نے قرآنی آیات کے معانی اور مفہومات کو بالکل ہی بدل دیا ہے۔ اور ان کو اپنی ہفتات اور خرافات کا جامہ پہنایا ہے۔ اور ان کی اصلیت اور حقیقت کو بالکل مسخ اور داغدار کر دیا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اقدس میں یہ توہین کی ہے۔

۱۔ قرآن کی تصریحات کے برعکس ان کی والدہ صدیقہ حضرت مریم پر ایک مرد سے خفیہ شادی رچانے کا ہونا الزام اور بہتان عظیم لگایا ہے۔ اور بڑی بیباکی کے ساتھ کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں کے مشترک نطفے سے پیدا ہوئے تھے۔ العیاذ باللہ۔ اور حضور تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ایک چمٹی رسال کی حیثیت دیدی ہے۔ چنانچہ یہ ملعون کہتا ہے:

۲۔ محمد کی پوزیشن اتنی ہی ہے کہ وہ اس قانون (قرآن) کا ان لوں تک پہنچانے والا ہے۔ اسے بھی کوئی حق نہیں کہ کسی پر اپنا حکم چلائے۔ (سلیم کے نام ج ۲ ص ۳۴)

۳۔ اور اسلام کے دورِ اول اور خیر القرون کو دورِ وحشت کہا تھا۔ (پیراگراف ۴۴)

۴۔ اور اسلامی نظام کے بارے میں کہا تھا کہ اسلامی نظام چند دنوں کے لئے قائم ہوا اس کے بعد ختم ہو گیا۔ اگر یہ نظام صداقت پر مبنی تھا اور اس میں آگے بڑھنے کی صلاحیت تھی تو یہ ہمیشہ کے لئے کیوں قائم نہ رہا اور آج تک کہیں بھی قائم نہیں ہوا۔ (پیراگراف ۴۲)

۵۔ اور سنئے خدائے ذوالجلال کے بارے میں یہ ملعون کیا تصور رکھتا ہے کہ خدا کے تصور کا ایک مفہوم وہ ہے جسے خدا نے متعین کیا ہے اور جو سلیم! قرآن کے حروف و نقوش میں جگمگ کرتا دکھائی دیتا ہے اس تصور کی رو سے ان مقامات پر خدا سے مفہوم ہے وہ نظام جو اس کے متعین ابدی قوانین کی بنیاد پر قائم معلوم ہوتا ہے۔ (سلیم کے نام ص ۲۲۶)

اس عبارت میں پروینہ نے خدا کا جو مفہوم بتایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا اس نظام کو کہتے ہیں جو اس کے ابدی قوانین کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ جب یہ نظام قائم ہو جائیگا اس وقت خدا موجود ہوگا۔ جب ایسا نظام نہیں تو خدا کا وجود بھی نہیں ہے۔ یہ ہے پروینہ کی قرآنی تحقیقات اور ریسرچ جس سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ یہ تحقیق اور ریسرچ نہیں، بلکہ حماقت و جہالت ہے اور وہریت و الحاد ہے، جس کا وہ مرتکب ہے۔ پروینہ کی ساری خرافات اور ہفتات ایسی ہی ہے جو اس کو کفر و ارتداد کے دائرے تک پہنچاتی ہے۔ لیکن اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تاجدارِ رسل خاتم الانبیاء صلی اللہ

علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں جو شدید ترین گستاخیاں کی ہیں وہ قطعاً قابلِ معافی نہیں۔ چونکہ پرویز کی ساری کتابیں مفہوم القرآن سمیت ہزلیات و خرافات، اشتعال انگیز لوگوں اور کفر و ارتداد سے بھری پٹری ہیں۔ لہذا ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ پرویز کی ساری کتابوں بالخصوص مفہوم القرآن کو ضبط کر لیا جائے۔ درود اسلام رکھنے والے شاعر ملت جناب اکبر الہ آبادی نے ایسی تمام کتابوں کو قابلِ ضبطی قرار دیا تھا جنکے پڑھنے سے بیٹیوں کی نظریں ماں باپ کی عزت و تکریم باقی نہیں رہتی تھیں۔ ہم ایسی کل کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں

کہ جنکو پڑھ کر بیٹے باپ کو خطی سمجھتے ہیں

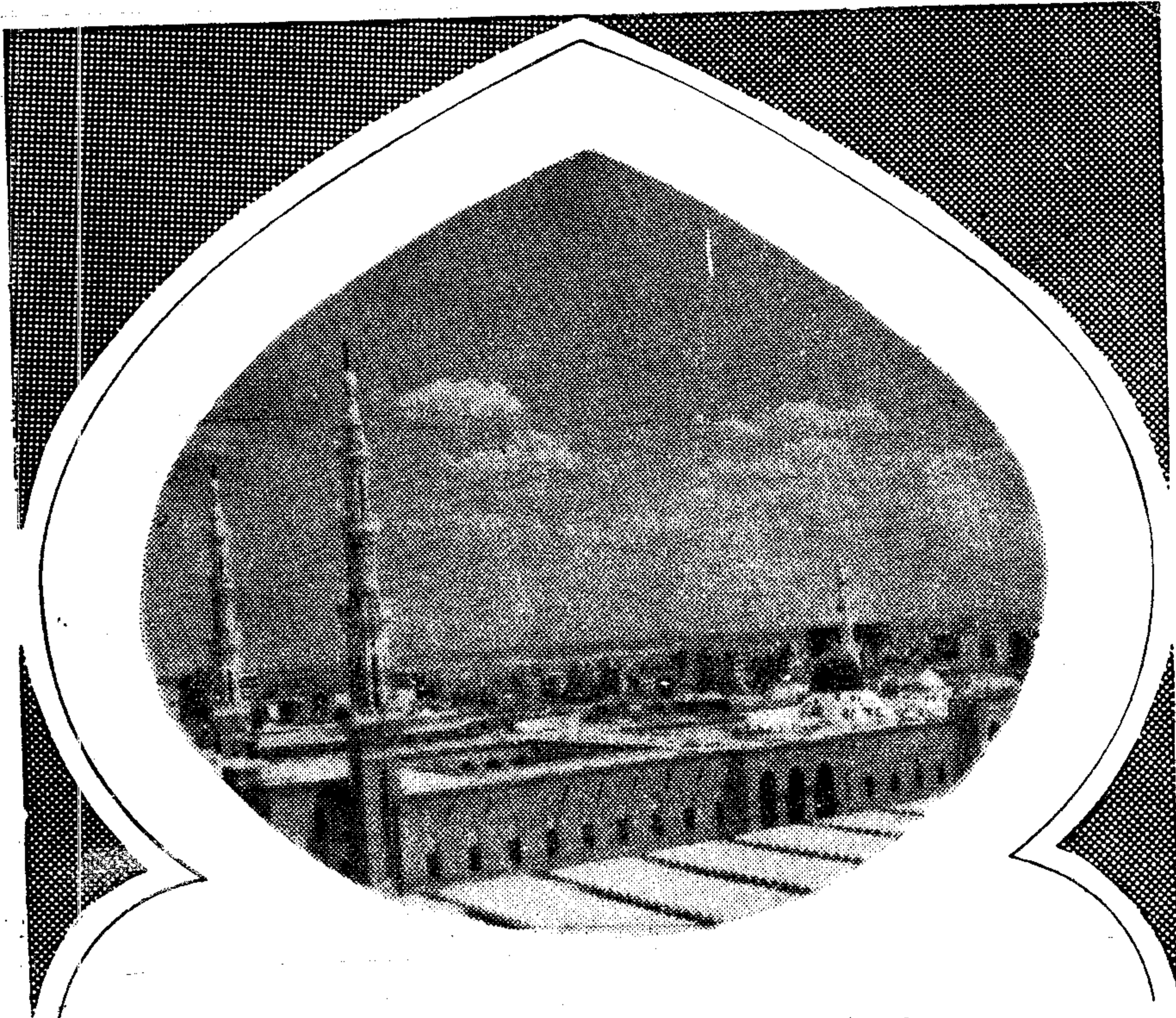
جبکہ پرویز کا حال تو یہ ہے کہ اُس نے ماں باپ تو کیا خدا تعالیٰ، انبیاء علیہم السلام خصوصاً تاجدارِ انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دین اسلام اور قرآن مقدس سب کا مرتبہ و منصب گھٹانے اور انکی عزت و تکریم کو برہر دی سے مجروح کرنے کی ناپاک اور اشتعال انگیز جساتیں کی ہیں۔ پاکستان کا موجودہ دور نفاذ اسلام کا دور کہلاتا ہے۔ اس لئے ارباب ریاست کا خصوصی فرض ہو جاتا ہے کہ وہ پرویز کی کتابوں کا نوٹس لے حکومت نے تادیبانی ترجمہ قرآن کو ضبط کر رکھا ہے۔ جو قابلِ ستائش اقدام ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں ”مفہوم القرآن“ اور پرویز کی دوسری کتابیں بہت زیادہ اشتعال انگیز، توہین آمیز اور اسلام دشمن اندراجات پر مشتمل ہیں۔ اس لئے ان کی ضبطی بھی ایک اسلامی ریاست کا اولین فرض ہونا چاہئے۔

پرویز تخلص رکھنے کی وجہ | یہاں یہ واضح رہے کہ چوہدری غلام احمد نے اپنا تخلص پرویز اس لئے رکھا ہے کہ وہ ایران کے خسرو پرویز کے ساتھ اپنی نسبت قائم رکھنا چاہتا ہے۔ آتش پرست شاہ ایران خسرو پرویز کو جب تاجدارِ عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام قبول کرنے کا دعوت نامہ ارسال فرمایا تو اس نے بڑے تکبر و غرور سے نامہ مبارک کو چاک کر ڈالا۔ اور اس امر کو باعثِ عار سمجھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا حکم چلائیں۔ چوہدری غلام احمد بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حق نہیں دیتا کہ آپ کسی پر اپنا حکم چلائیں اور حضور رسول اکرم کے نامائے مبارک کو جو احادیث نبویؐ کی صورت میں موجود ہیں عجمی سازش کہہ کر رد کر دیا گویا اُن کو خسرو پرویز کی طرح پھاڑ ڈالا۔ خسرو پرویز بھی دشمن رسول تھا، اور چوہدری غلام احمد بھی دشمن رسالت و ختم نبوت ہے۔ اور خسرو پرویز کے ساتھ اپنی اسی مناسبت و مماثلت کی وجہ سے اس نے اپنا تخلص پرویز رکھا۔ اور ساری عمر رسول دشمنی اور قرآن کی تحریف و تبلیغ میں بسر کی، اور اسی عقیدہ پر اس کا قائم ہوا۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مسلمانوں کو ایسی زندگی اور انجام سے بچائے۔ آمین بحرمۃ حبیب رب العالمین۔

آمین۔

وما علینا الا البلاغ



اُس کے ماتھے کا پسینہ خشک ہونے بھی نہ پائے
 آپ محنت کا صلہ دے دیجئے مسرور کو
 کاش ہر آجر کے ہو پیش نظر قول رسولؐ
 حرفِ آخر مان لے دنیا اسی دستور کو
 ہو رسولؐ اللہ کا کردار اگر خضرِ حیات
 خود ہی آدابِ حیات آجائیں گے جمہور کو

PAKISTAN TOBACCO

PTC
 COMPANY LIMITED

TELEGRAMS: PAKTOBAC AKORA KHATTAK

TELEPHONES: NOWSHERA 498 & 599

PAKISTAN TOBACCO COMPANY LIMITED

 AKORA KHATTAK FACTORY P. O. NOWSHERA
 (N. W. F. P.—PAKISTAN)